احکامِ شریعت
اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ برس سے زائد ہوئے بلادِ اسلام حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے:

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاٰخر سنہ ۷۸۱ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین۔ وھو بدعۃ حسنۃ۔

ترجمہ: اور اذان کے صلوٰۃ وسلام ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں پیر کی شب عشاء میں شروع ہوا اس کے بعد جمعہ میں بھی صلوٰۃ پڑھی گئی اور دس سال کے بعد مغرب کے سوا ہر وقت اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی گئی اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

قول البدیع امام سخاوی ہے:

والصواب انہ بدعۃ حسنۃ یؤجر فاعلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتـــــــــــــبہ

محمد بن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۔ تمباکو نوشی ۲۹، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۸ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمباکو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمباکو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمباکو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب بقدر ضرر و اختلال حواس کھانا حرام ہے اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے، مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصًا مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔

بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو اور قرآنِ عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت منع ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف

Ataunnabi.com
شرح صحیح مسلم
تصنیف
علامہ غلام رسول سعیدی
فرید بک سٹال

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور رسول تم کو جو احکام دیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں اُن سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

جلد اوّل

مقدمہ کتاب الایمان، کتاب الطہارۃ، کتاب الحیض، کتاب الصلوٰۃ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

رائج ہے۔ تاہم مستند علماء نے اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

اس تمام تر تفصیل کے باوجود یہ حقیقت نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام کچھ وقفہ سے پڑھیں اور کبھی کبھی ترک بھی کر دیں، تاکہ ان پڑھ لوگ اور آنے والی نسلیں صلوٰۃ وسلام کو اذان کا جزء نہ سمجھ لیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے جب اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ کے پیش نظر بھی یہ خطرہ تھا اس لیے آپ نے فرمایا؛

درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے قبل چاہیے یا درود شریف کی آواز، آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزء اقامت نہ معلوم ہو۔[1]

اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے کی بحث میں حرف آخر

اگر اذان اور اقامت سے قبل فصل کر کے درود شریف جہر کے ساتھ دائماً پڑھا جانے تو درود شریف پڑھنے کے استحباب کے عمومی دلائل کی بناء پر اس کو ناجائز یا بدعت سیئہ کہنا تو باطل ہے اور اس کے جواز اور استحباب میں بھی کوئی شک نہیں ہے لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفاء راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ و تابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقہ سے اذان دیتے رہے تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؛

اگرچہ اذان کا مروجہ طریقہ بھی ناجائز یا بدعت سیئہ نہیں ہے لیکن ہم پوری امانت اور دیانت اور شرح صدر کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اذان دینے کا افضل طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے جس طریقہ سے آپ کے سامنے ہمیشہ اذان دی جاتی رہی!

اس بحث کے دوران یہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہیے؛

امام ترمذی روایت کرتے ہیں؛

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا؟ علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (عام حالات میں) میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھینک کے جواب

[1] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ سُنّی دارالاشاعت فیصل آباد ۱۴۰۰ھ

حدوث ذلك من ايام السلطان الناصر صلاح الدين ابى المظفر يوسف بن ايوب وامره واما قبل ذلك فانه لما قتل الحاكم ابن العزيز امرت اخته بنت الملك ان يسلموا على ولده الظاهر فسلموا عليه بما صورته السلام على الامام الظاهر ثم استمر السلام على الخلفاء بعده خلفا بعد سلف الى ان ابطله الصلاح المذكور جوزى خيرا وقد اختلف فى ذلك هل هو مستحب او مكروه او بدعة او مشروع واستدل للاول بقوله تعالى وافعلوا الخير ومعلوم ان الصلوٰة والسلام من اجل القرب لا سيما وقد تواردت الاخبار على الحث على ذلك مع ما جاء فى فضل الدعاء عقب الاذان والثلث الاخير من الليل وقرب الفجر والصواب انه بدعة حسنة يوجر فاعله بحسن نية[1]

ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین المظفر یوسف بن ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی، اس سے پہلے جب حاکم ابن العزیز قتل کیا گیا تھا تو ابن العزیز کی بہن جو بادشاہ کی بیٹی تھی اس نے حکم دیا کہ اذان کے بعد اس کے بیٹے ظاہر پر سلام پڑھا جائے جس کی یہ صورت تھی "السلام علی الامام الظاہر" پھر اس کے بعد یہ طریقہ اس کے خلفاء میں جاری رہا تا آنکہ سلطان صلاح الدین نے اس کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جزائے خیر دے۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ ہے، بدعت ہے یا جائز ہے۔ اس کے استحباب پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا گیا ہے۔ (ترجمہ) "نیکی کے کام کرو"۔ اور یہ بات واضح ہے کہ صلوٰۃ و سلام عبادت کے قصد سے پڑھا جاتا ہے، خصوصاً جب کہ اس کی ترغیب میں کثیر احادیث وارد ہیں، علاوہ ازیں اذان کے بعد دعا کرنے اور تہائی رات کے اخیر میں دعا کرنے کی فضیلت میں بھی احادیث ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور اس کے فاعل کو حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا

علامہ شامی[2] اور علامہ طحطاوی[3] اور علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ کبریٰ میں اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے اور اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

علامہ سخاوی اور علامہ ملائی کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ابو المظفر کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا، چودھویں صدی کے اخیر سے پانچوں نمازوں کی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔

ہر چند کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے استحباب، جواز، کراہت اور بدعت ہونے میں علماء کا اختلاف

۱۔ علامہ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ، القول البدیع ص ۱۹۳۔۱۹۲، مطبوعہ ہاشمی کتب خانہ سیالکوٹ

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۳۔ علامہ سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۱۸، مطبوعہ مصطفی البابی مصر الطبعۃ الثانیہ ۱۳۵۶ھ

لیے دعا رحمت کروں گا تو میرا شمار بھی آپ کے خیر خواہوں اور نمک خوار غلاموں میں ہو جائے گا۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کے معمول کا شرعی حکم

اس حدیث میں بہ ظاہر اذان سننے والے کے لیے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حکم اذان دینے والے کو بھی شامل ہے، اور اس حدیث میں درود شریف پڑھنے کو سر یا جہر کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا، اس لیے اذان کے بعد آہستہ درود شریف پڑھنا اور بلند آواز سے پڑھنا ہر طرح جائز ہے۔ بعض مساجد میں اذان سے پہلے درود شریف پڑھا جاتا ہے، ہر چند کہ اذان سے متصل پہلے درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے، تاہم اگر اذان کے بعد درود شریف پڑھا جائے تو اس حدیث کے مطابق ہو گا۔ نیز اذان کے بعد درود شریف ہمیشہ جہر کے ساتھ نہ پڑھا جائے بلکہ کبھی آہستہ اور کبھی جہر کے ساتھ پڑھا جائے تا کہ یہ لازم نہ آئے کہ اپنی خواہش سے درود شریف کو ملتزماً جہر کے ساتھ مقید کر لیا ہے، بعض مساجد میں اذان سے پہلے دائماً جہر سے درود شریف پڑھتے ہیں ہر چند کہ اس کے جواز کی بھی گنجائش ہے تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے، تاہم جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اذان سے کچھ پہلے یا کچھ بعد درود شریف پڑھتے ہیں اس کو بدعت سیئہ کہنا بھی حد اعتدال سے تجاوز ہے۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کی ابتداء کب سے ہوئی؟

علامہ علائی لکھتے ہیں:

التسليم بعد الاذان حدث فى ربيع الاخر سنة سبعمائة واحدى وثمانين فى عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فى الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة [۵]

اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء ۷۸۱ھ کے ربیع الآخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا، اس کے دس سال بعد مغرب کے سوا تمام نمازوں میں دو مرتبہ سلام پڑھا جانے لگا اور یہ مغرب میں بھی یہ بدعت حسنہ ہے۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

قد احدث المؤذنون الصلوة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم عقب الاذان للفرائض الخمس الا الصبح والجمعة فانهم يقدمون ذلك فيها على الاذان والا المغرب فانهم لا يفعلونه اصلا لضيق وقتها وكان ابتداء

مؤذنوں نے جمعہ اور صبح کے علاوہ فرائض کی تمام اذانوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، وہ ان نمازوں میں صلوٰۃ وسلام کو اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں صلوٰۃ وسلام بالکل نہیں پڑھتے کیونکہ اس کا وقت تنگ

[۵] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
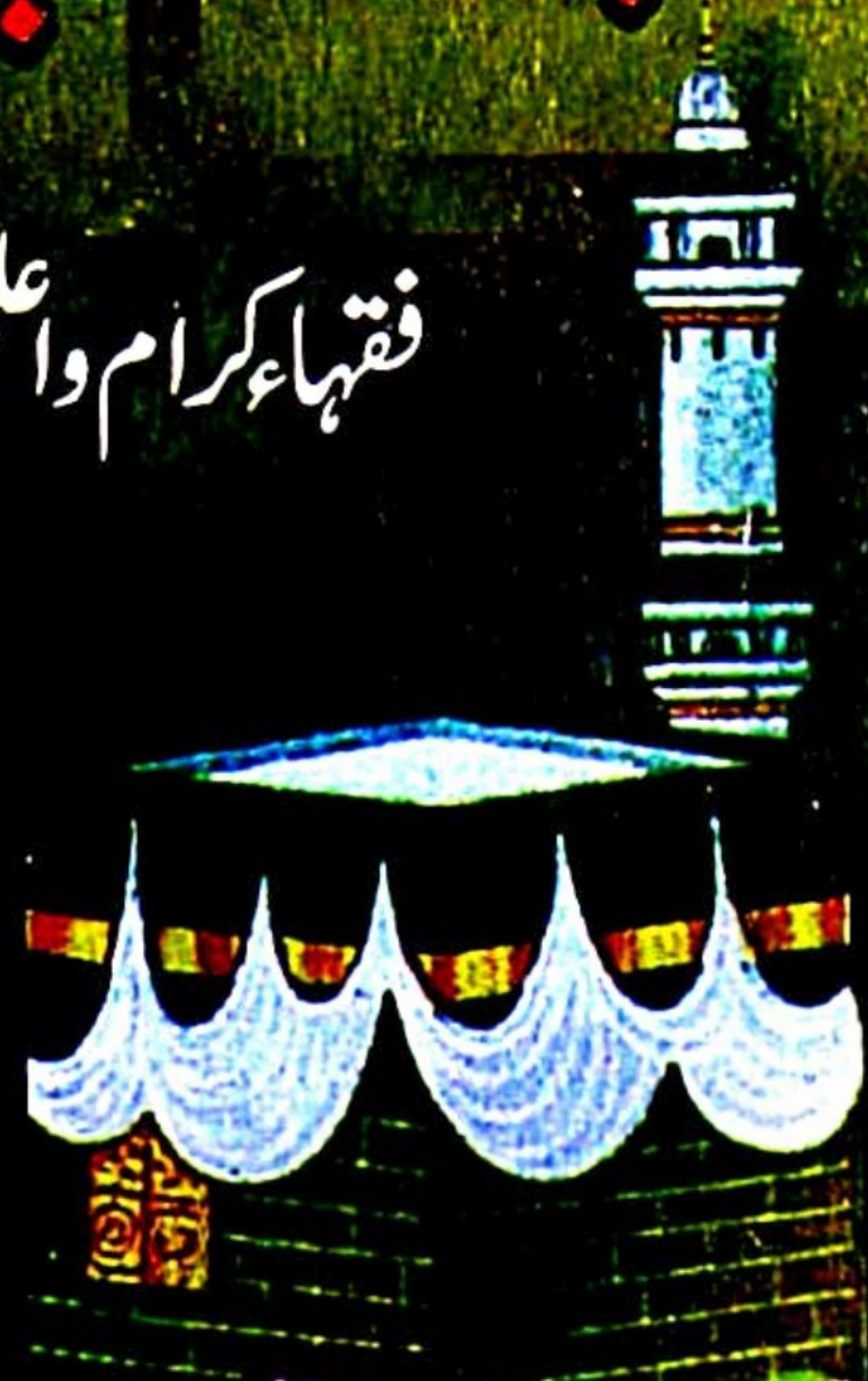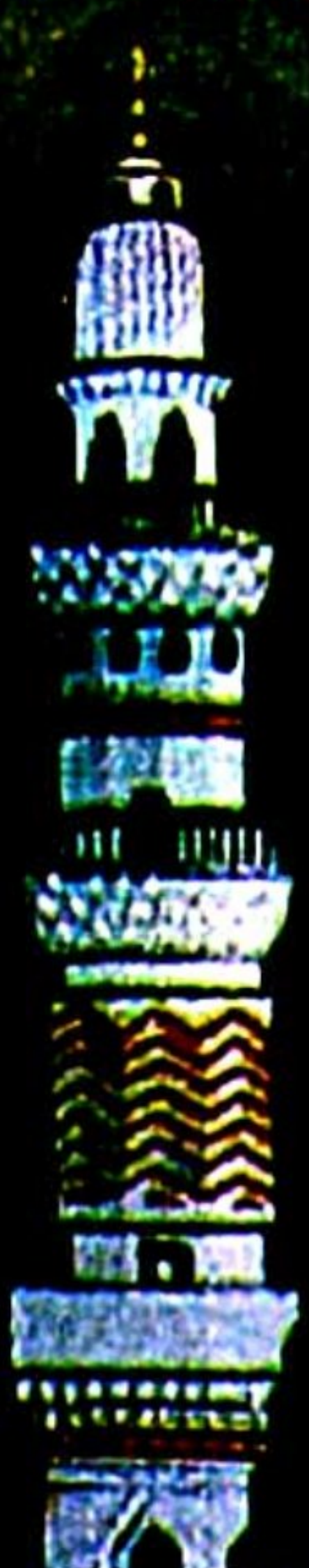
مرکزِ اہل سنت بریلی شریف کا معمول

استاذ العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری خلیفہ مجاز شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب نوری پاکستان و محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب و قطب مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین قادری مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بندہ مؤلف سے بیان فرمایا کہ میں بریلی شریف میں شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ مصطفےٰ رضا کہ خاں صاحب نوری رحمہ اللہ کی خدمت میں کہ اکابر علماء و مشائخ اہل سنت ان کے تلامذہ و خلفاء میں سے ہیں' حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ان سے خلافت و تلمذ کا شرف حاصل ہے' بارہ دن حاضر رہا' حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ کی موجودگی میں نہ قبل الاذان باآواز بلند صلوٰۃ والسلام پڑھا جاتا تھا اور نہ نماز کے فوراً بعد ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ اور حضرت قبلہ تمام نمازیں مسجد میں باجماعت ادا فرماتے تھے۔ میرے نزدیک بھی یہی حق ہے کہ نماز کے فوراً بعد اونچی اونچی آواز سے ذکر شروع کر دینا جبکہ کچھ لوگ اپنی بقیہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں' جائز نہیں' ان کو روکنا ضروری ہے۔ اس کو سنی و غیر سنی کی علامت بنانا درست نہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اذان سے قبل درودوسلام پڑھنا

تصنیفِ لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

ناشر: جماعت رضائے مصطفٰی

شاخ اورنگ آباد، مہاراشٹر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آنے پر۔

اب دیوبندیوں وہابیوں پر فرض ہے کہ وہ اذان سے قبل درود شریف کی ممانعت کی وجہ بتائیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ وہ نہ بتا سکتے ہیں اور نہ بتانے کا ان کا طریقہ ہے، وہ تو صرف بدعت کے عاشق ہیں اور ایسے کسی مسئلے کو بدعت کہہ دینے سے وہ مسئلہ بدعت نہیں ہو جاتا ہے، جب تک شرعی دلیل نہ ہو۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے پاس دلیل ہے کہ مسلمان کو اذان سے مطلقاً درود شریف پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ ہیئت کذائیہ نہ سہی مسجد میں داخل ہونے سے قبل درود شریف پڑھنے کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت بھی "بسم الله اللهم صل علی محمد" کہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ (نسیم الریاض، مواہب لدنیہ، زرقانی وغیرہ وغیرہ)

الحمدللہ سنی مسلمان اذان سے پہلے بسم اللہ شریف بھی پڑھتا ہے اور درود شریف بھی، وہ دونوں عمل مسجد میں داخلے سے پہلے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک مسجد سے باہر اذان کہنا ضروری ہے، جو اندر دیتے ہیں وہ ان کی غلطی ہے۔ اب روایت مذکور میں اذان کی قید کے قطع نظر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا اور "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ" بھی درود شریف ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق ہدیہ ناظرین ہوگی۔ ان شاء اللہ

قبل اذان صلوٰۃ وسلام کی ضرورت کیوں؟

بہت سے کمزور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قبل اذان صلوٰۃ وسلام ضد سے پڑھا جاتا ہے، اگر کوئی ضد سے پڑھتا ہے تو اس کی غلطی ہے ورنہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً آپ نے دیکھا ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر کو درستی اور خرابی معلوم کرنے کے لیے لوگ کہا کرتے ہیں "ہیلو ہیلو" یا کہتے ہیں "ون، ٹو، تھری" وغیرہ پھر مساجد میں ان کا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جا رہا ہے تو ہمارے اہلِ سنّت (جنہیں اسلام کا حقیقی درد اور انگریز بدبخت سے ازلی

دشمنی) کو گوارا نہ ہوا، انہوں نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر "درود شریف" ورد کیا تا کہ لاؤڈ اسپیکر کی نبض کا پتہ بھی چل جائے اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا ہو جائے اور اسلام کا بھی بول بالا ہو اور پھر درود شریف پڑھنے پر وہ ہزاروں فوائد وفضائل بھی نصیب ہوں جنہیں فقیر ابھی عرض کرتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ یار لوگوں (وہابیوں، دیوبندیوں) کو انگریز سے پیار اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت، اسی لیے صرف بدعت کی آڑ میں شور مچایا کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا بدعت ہے حالانکہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق معلوم کرنا ہے پھونک ٹھونگا مار کر یا وہی انگریزی الفاظ بول کر، پھر کیوں نہ ہو کہ درود شریف پڑھا جائے کہ جس سے ہزاروں سعادتیں نصیب ہوں اور مطلب بھی پورا ہو۔

دوسری وجہ

یہ اپنے مقام پر مسلم ہے کہ ہم اہلِ سنّت کے نزدیک وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور ان کے اکابر لکھ گئے ہیں کہ ان کی ہم اہلِ سنّت بریلویوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً وہابی دیوبندی چوری چھپے سنی بن کر پیٹ کا دھندا کیا کرتے ہیں اور ایسے ہی عوام کو امتیاز نہیں ہوتا کہ اہلِ حق کی اذان ہے یا اہلِ زاغ کی، تو ہم نے "درود شریف" حق و باطل کے امتیاز کے لیے پڑھا، اس سے ایک طرف پیٹ کا دھندا کرنے والا ہماری مساجد کا امام نہیں بن سکتا، دوسری طرف ہمارے عوام کی نمازیں ضائع نہیں جا سکتیں۔

شریعت کا قاعدہ اور تیسری وجہ

شرعِ مطہرہ نے قاعدہ اور ضابطہ قائم کیا ہے کہ جہاں مختلف مذاہب کا التباس ہو تو وہاں اپنے شعار کو نمایاں کرو، چنانچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں نصرانیوں، یہودیوں سے اسلامی لوگوں کا امتیاز پگڑی وغیرہ سے کرایا، پگڑی باندھنا فرضِ عین نہیں لیکن نصرانیوں، یہودیوں کو علیحدہ رکھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پگڑی اسلام کا شعار بنا دیا۔ ہم نے وہابیوں دیوبندیوں سے اپنی نمازوں اور مساجد کو دور رکھنے کے لیے صلوٰۃ وسلام کو شعار بنایا ہے۔

شہد سے میٹھا نام
محمد ﷺ
تصنیفِ لطیف
شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا
علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری مدظلہ
ناشر
ادارہ تصنیفات علامہ اویسی بہاول پور

پڑھیں تاکہ آقا کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی طرف سے بارِ خاطر نہ ہوں۔

مسئلہ: جب کوئی تلاوت قرآن مجید کے دوران حضور سرورِ کونین کا اسمِ پاک پڑھے جیسے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" یا تلاوت کرنے والے سے یہ اسمِ گرامی سنے تو درود شریف نہ پڑھے تاکہ آیۃ قرآنی میں غیر کلام داخل نہ ہو اور نہ ہی قرآن مجید کے نظم و ترتیب میں خلل ہو۔ ہاں بعد فراغت درود شریف پڑھ لے۔ اگر نہ پڑھے تو گناہ گار نہ ہوگا۔[1]

تنبیہ: بعض جاہل حفاظ اور بے خبر مولوی ختم شریف مروجہ پڑھتے ہوئے آیت "ما کان محمد" کے بعد "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پڑھ کر "ابا احدٍ من رجالکم" پڑھنے اور سننے پر درود شریف پڑھتے ہیں انھیں روکا جائے تو لڑتے جھگڑتے ہیں۔ انھیں حکمتِ عملی اور نہایت نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے۔

مسئلہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی پڑھنے سننے پر [illegible] ہوا اذان و اقامت کے انگوٹھے چومنے اور سر جھکا دینے میں حرج نہیں کیوں کہ انگوٹھے چومنے سے پیار و محبت کا اظہار اور سر جھکانے میں تعظیم و تکریم مطلوب ہے اور وہ شرعاً مرغوب و محبوب ہے۔

حوالہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ تھی کہ اسمِ گرامی (محمد) سن کر سر جھکا دیتے تھے۔[2]

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھکنے سے سجدہ کا شائبہ ہے یہ ان کی بے وقوفی

---

[1] نور الایمان فی آثار الرحمٰن۔ [2] قاضی خاں وغیرہ

نے سیدنا کا اضافہ کیا تو ہم سب نے اسے بدعت سیئہ قرار دے کر ٹھکرا دیا۔[ف]

ایسے ہی : کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سیدنا اول میں اور آخر میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ ناجائز ہے اس لیے کہ ان مقامات میں اضافہ کلمات کا جز بن جانے کا احتمال ہے۔

اذان واقامت کے علاوہ نام سن کر انگوٹھا چومنا :

حضرت مولانا محمد عبدالغفار حنفی دہلوی نے رسالہ نور العینین مطبوعہ دہلی مجتبائی صـ۱۶ میں لکھا :

" اگر کوئی مسلمان وقت غلبہ حال وجاذبہ ذوق وشوق قلبی خارج اذان کے نام مبارک حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن کر بوسہ دے تو وہ بھی مستوجب ملامت ومنع نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ عمل بزرگ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت میں واقع ہوا تھا وہ خارج اذان سے تھا۔"

فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے :

"کہ چوں کہ خارج صلوٰۃ انگوٹھے چومنے سے اظہار محبت وعقیدت اور تعظیم وتکریم سرکار کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلوب ہے۔ اسی لیے بحکم "نیۃ المؤمن خیر من عملہ" اجر وثواب پائے گا۔"

بد مذاہب : بد مذاہب مثلاً وہابی، دیوبندی، شیعہ کی اذان سن کر انگوٹھے چومنے کے بجائے درود شریف

ف اس کی مزید بحث فقیر نے اپنے رسالہ "القول الاسلم" میں لکھ دی ہے۔
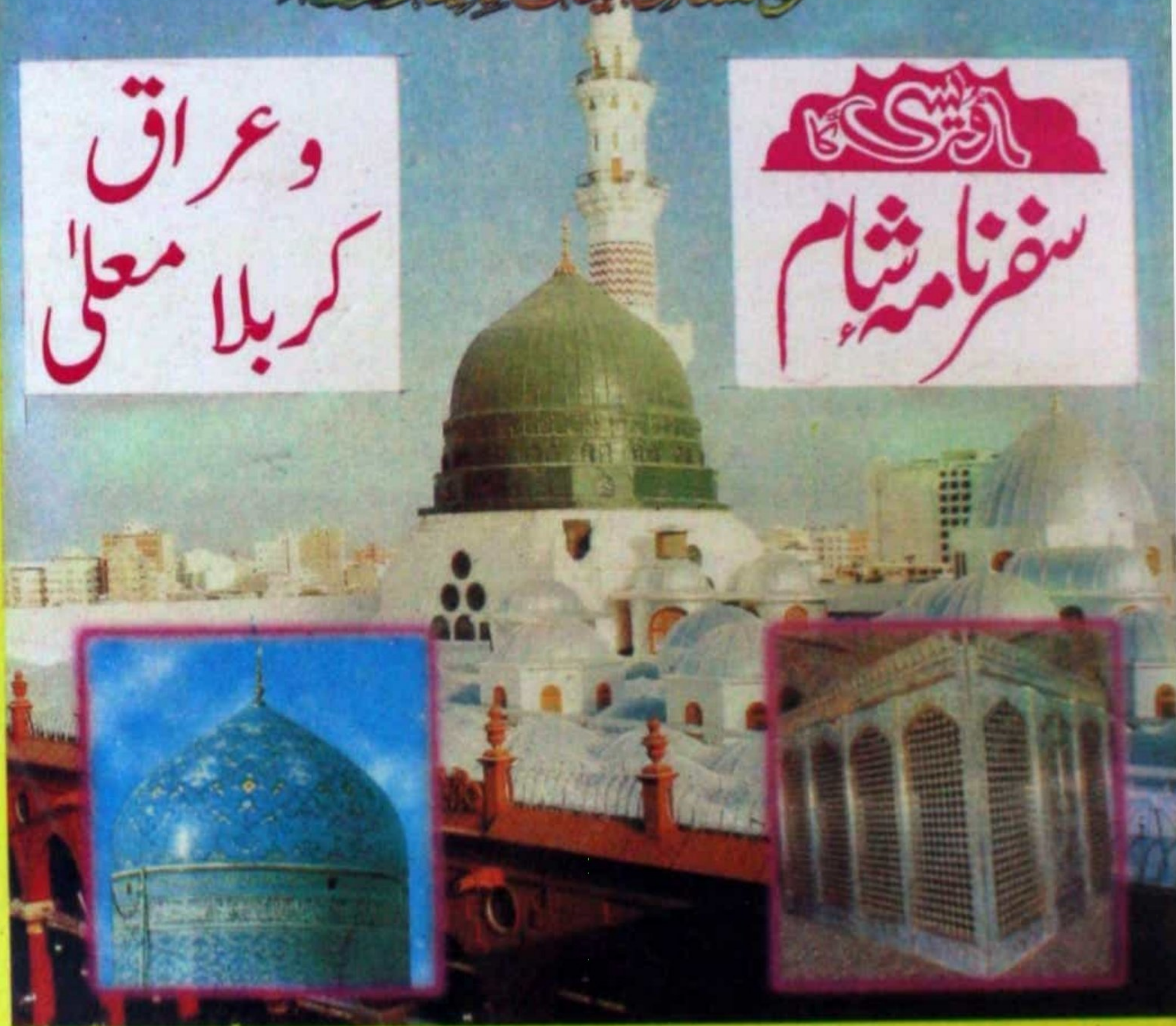
صاحب تصانیف کثیرہ حضرت شیخ القرآن والحدیث فیضِ ملت
علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ دامت برکاتہم العالیہ

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

الغمہ ص۲۸۷ ج ۱ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے اس حکم کی وضاحت فرماتے ہیں۔

قال شیخنا رضی اللہ عنہ لم یکن التسلیم الذی یفعلہ الموذنون فی ایام حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا الخلفاء الراشدین قال کان فی ایام الروافض لمصر شرعوا التسلیم علی الخلیفۃ ووزرائہ

بعد الاذان الی ان تونی الحاکم بامر اللہ وولوا اختہ فسلموا علیھا وعلی وزرائھا من النساء فلما تولی الملک العادل صلاح الدین بن ایوب فابطل ھذہ البدعۃ وامر المؤذنین بالصلوٰۃ والتسلیم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدل تلک البدعۃ وامر بھا اھل الامصار والقری فجزاہ اللہ خیرا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مؤذن جو سلام پڑھتے ہیں عہد نبوی اور زمانہ خلفائے راشدین میں نہ پڑھا جاتا تھا فرمایا کہ مصر میں روافض کی حکومت کے دوران موذن اذان کے بعد خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب حاکم بامر اللہ فوت ہوا اور اس کی بہن تخت نشین ہوئی تو مؤذن اس حکمران عورت اور اس کی وزیر عورتوں پر سلام بھیجتے تھے۔ جب ملک عادل صلاح الدین ایوبی بن ایوب نے عنان حکومت سنبھالی تو اس بدعت کو ختم کر دیا اور اس بدعت کی بجائے موذنوں کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سلام پڑھیں اور شہریوں اور دیہاتیوں کے نام اس کا حکم جاری فرمایا اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

۲۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی وفات ۹۰۲ھ میں ہوئی اپنی کتاب القول البدیع ص۱۹۲ پر یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

قد احدث المؤذنون الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب الاذان للفرائض الخمس الا الصبح والجمعۃ فانھم یقدمون ذلک فیھا علی الاذان والا المغرب فانھم لا یفعلونہ

لضیق وقتھا وکان ابتداء حدوث ذلک من ایام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ علیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ
وَعلٰی آلِکَ وَ اَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

اذان سے پہلے درود و سلام

ازافادات

اُستاذ العلماء ملک المدرسین

حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

رضا اکیڈمی لاہور

نام نہاد کا یہ استدلال باطل محض ہوگا، کیونکہ درود وسلام قبل از اذان کتاب اور سنت قولی سے ثابت کیا جا سکتا ہے اور تمہیدی مقدمات کے بعد یہ فقیر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب وسنت قولی سے اسکو ثابت کرے گا انتظار فرمائیے۔

بندہ نے جو اصول فقہ کا قاعدہ ذکر کیا ہے اس پر دلیل ملاحظہ ہو، اصول شاشی میں ہے:

"الاحتجاج بلادليل انواع منها الاستدلال بعدم العلة على عدم الحكم (الى) بمنزلة مايقال لم يمت فلان لانه لم يسقط عن السطح ٥"

"یعنی اگر کوئی آدمی اس طرح استدلال پیش کرے کہ حکم اور مدلول اس لئے معدوم ہے کہ اس کی علۃ معدوم ہے، مثلاً یہ کہے کہ فلاں آدمی نہیں مرا، اس لئے کہ چھت سے نہیں گرا تو یہ استدلال بلا دلیل اور باطل ہے۔"

البتہ! اگر کسی حکم اور مدلول کی علۃ اور دلیل صرف ایک ہی ہے تو اس صورت میں یہ استدلال درست ہوگا۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دلیل اور علۃِ خاص کی نفی سے مدلول اور معلول کی نفی نہیں ہوتی، البتہ مدلول اور معلول کی نفی سے ہر دلیل اور علۃ کی نفی ہو جاتی ہے۔

وجہ سوم: کسی نام نہاد منکر درود وسلام کا یہ کہنا کہ درود وسلام قبل اذان اس لئے بدعت اور جائز نہیں کہ اس کے متعلق سنت فعلی نہیں ہے تو منکر کے اس قول سے درود وسلام کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ منفی طرز استدلال ہے اگر تم نے اس کو بدعت ثابت کرنا ہے تو اس کے لئے تم پر لازم ہے کہ کتاب وسنت سے کوئی ایسی دلیل لاؤ جس کا معنی ہی یہ ہو کہ قبل از اذان درود وسلام نہ پڑھو اور یہ بدعت ہے۔ اگر منکر میں ہمت ہے تو ایسی دلیل پیش کرے لیکن قاعدۂ احناف کے مطابق یہ دلیل خبر متواتر یا خبر مشہور ہو: "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة "۔ نص قطعی سے ثابت درود شریف کا منکر نار اور آگ کا ایندھن ہوگا۔

وجہ چہارم: آنحضرت ﷺ کی سنت کی دو قسم ہیں۔ سنت قولی اور فعلی۔ سنت قولی آپ ﷺ کے فرمان کو کہتے ہیں اور سنتِ فعلی آپ ﷺ کا فعل اور کام ہے کہ آپ ﷺ نے

اُن معاندین منکرینِ منصوص درود وسلام پر حیرت ہے کہ درود وسلام پر حدیث فعلی غیر اقوی اور مختلف فیہ طلب کرتے ہیں اور اس کی نفی پر درود وسلام منصوص کو بدعت قرار دیتے ہیں اور کتاب اللہ جل شانہٗ اور حدیث قولی آنحضرت ﷺ کو نظر انداز کر جاتے ہیں، یہ کھلا عناد اور جہالت ہے۔ یہاں تک پانچ تمہیدی مقدمات ختم ہوئے۔

مقدمۂ ششم : رابطہ عالم اسلامی اور تنظیم المساجد عالمی کی طرف سے جو سرکلر جاری ہوا ہے اور اس کی تائید پاکستان میں اس تنظیم کے کاسہ لیسوں نے کی ہے، اس سرکلر کے الفاظ یہ ہیں کہ اذان سے قبل ان اعمال سے اجتناب کیا جائے جو بطور بدعت ایجاد کردہ ہیں اور پھر تصریح کردی کہ اس بدعت سے مراد درود وسلام ہے جو کہ اذان سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور پھر معاندین اور دشمنانِ درود وسلام نے اپنی جہالت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ درود وسلام نہ اذان کے پہلے جائز ہے اور نہ بعد۔ لہذا اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔

سو بندہ گزارش کرتا ہے کہ درود وسلام اذان سے پہلے پڑھنا اور اذان کے بعد پڑھنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اور ثواب اور برکت کا سبب ہے اور اس عمل خیر کو رد کرنا یہ بدعت سیئہ ہے۔ لہذا ان مبتدعین کے منہ میں لگام دینے کی ضرورت ہے جو درود وسلام کو بدعت کہتے ہیں۔ ہم اہل سنت وزارت مذہبی امور سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا پاکستان بے شمار قربانیوں کے بعد اسی لئے قائم ہوا تھا کہ یہاں وزارت مذہبی امور کی طرف سے درود وسلام کو بدعت قرار دیا جائے گا اور نیز یہ کہا جائے گا کہ درود وسلام سے مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے؟ کیا کوئی کلمہ گو بقائمی ہوش وحواس ایسے الفاظ استعمال کرسکتا ہے؟

ہم وزیر صاحب سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ جو مساجد اوقاف کے قبضہ میں ہیں انکی آمدن تو محکمہ ہڑپ کر جاتا ہے اور مسجد کے مصارف از قبیلہ صفیں اور پانی اور بجلی اور رمضان المبارک میں ختم کے موقع پر شیرینی کی تقسیم اہل محلہ اپنی گرہ سے ادا کرتے ہیں۔ جناب والا مسجد کا تقدس تو اس سے مجروح ہورہا ہے، نہ کہ درود وسلام سے جس کا حکم کتاب وسنت میں ہے۔ ہمارے خیال میں وزیر صاحب نے جو تقدس کے مجروح ہونے کے الفاظ

معلوم کرنے کے طریقے کتاب وسنت اور کتب فقہ میں مذکور ہیں ۔ یہ منکرین ان طریقوں سے بالکل ناواقف ہونے کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کرتے اور اوقات کی پہچان ان کے نزدیک گھڑیوں اور گھڑیالوں پر موقوف ہے ۔گھڑی پر وقت ہوگیا تو یہ اذان دے دیتے ہیں، خواہ شرعی قواعد کے مطابق وقت نہیں ہوتا، خصوصاً شام کے وقت انکی اذان بے وقت ہوتی ہے اور رمضان المبارک میں اس بے وقت اذان سے اپنے اور لوگوں کے روزے خراب کرتے ہیں اور انکی دلیل یہ ہے کہ ہم تعجیل فی الافطار پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ انکا عمل تعجیل فی الافساد ہے۔تعجیل فی الافطار یہ ہے کہ افطا کا وقت ہوجائے تو افطار میں جلدی کرنی چاہیے۔وقت سے پہلے روزہ کے افساد میں تعجیل ہے جو کہ مذموم ہے۔ بندہ ان کو چیلنج کرتا ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق شام اور افطار صوم کا وقت بیان کریں۔

جب ان منکرین درود وسلام کا کوئی نجدی معزز مہمان آتا ہے تو یہ لوگ کثیر تعداد میں ائرپورٹ اور اسٹیشن پر اس کا استقبال کر کے جلوس کی شکل میں اس کو قیام گاہ پر لاتے ہیں اور پھر اس کو پر تکلف استقبالیہ دیتے ہیں ۔جس پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے اور پھر اس نجدی مہمان کو سپاس نامہ پیش کرتے ہیں اور اسکی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ان سب بدعات کو تو یہ نام نہاد اہل توحید سنت جانتے ہیں اور اگر اہل سنت میلاد شریف کی خوشی میں کھانا تقسیم کریں تو یہ لوگ اس کو فضول خرچی قرار دیتے ہیں اور مجلس میلاد شریف کو نعوذ باللہ جنم کنہیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور میلاد شریف کے جلوس کو بدعت قرار دیتے ہیں اور ان کا استدلال وہی منفی طریقۂ استدلال ہے کہ چونکہ یہ کام آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا—لہذا ناجائز اور بدعت ہے اور ان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ کتاب وسنت سے اس کا جواز تلاش کریں۔حقیقت یہ ہے کہ میلاد شریف کا اصل کتاب وسنت سے ثابت ہے۔قرآن پاک میں وارد ہے، قولہ تعالیٰ:

''لقدمَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا''

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو مومنوں میں مبعوث فرما کر احسان کیا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نعمت عظمیٰ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اپنا

یا اللہ

یا رسول اللہ

مُت غَیظًا اَے عَدُوِّ عبدُ القادرؓ

(فاضل بریلویؒ)

کتابِ لاجواب

مُسمّٰی بہ

لطمة الغيب
علٰے
ازالة الرّيب

دربیانِ ایں کہ

کعب بن اشرف قرظی سے

مولوی اشرف سیالوی تقریظی چار قدم آگے ہیں

از رشحاتِ قلم، فاضلِ حقیقت رقم، شہریارِ اقلیمِ قرطاس وقلم

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

ناشر: مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد پاکستان

نمبر 1۔ اذان سے پہلے یا بعد دُرود وسلام: جہاں تک تعلق

ہے صلوٰۃ وسلام کا تو وہ خواہ کسی صیغے اور لفظ کے ساتھ ہو زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ وسلام بر ذاتِ خیر الانام ﷺ پڑھنا فرض ہے اور جب بھی کسی محفل میں آپ کا اسمِ گرامی لیا جائے تو بھی سامعین پر صلوٰۃ پڑھنا واجب ہے' البتہ اگر ایک ہی مجلس میں بار بار اسمِ گرامی لیا جائے تو رخصت ہے کہ ہر بار نہ کہے' لیکن درجہ اور فضیلت اسی میں ہے کہ جب بھی آپ کا نامِ پاک سُنیں' صلوٰۃ پڑھیں۔ اذان سے پہلے بھی اور بعد بھی درود و سلام جائز و مستحب ہے' لیکن فرض واجب اور اذان کا جزو نہیں ہے۔ پڑھنے والا ماجور و مثاب ہے' نہ پڑھنے والا بھی گناہ گار اور زیرِ عتاب نہیں ہے۔ لیکن پڑھنے والوں کو بدعتی، مشرک اور گناہ گار کہنے والا بھی مخالفِ راہِ صواب ہے۔

ہمارے ہاں گولڑہ میں اذانِ فجر سے پہلے درود تاج اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے' باقی نمازوں کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے دور میں ایسا نہیں ہوتا تھا' یہ سلسلہ آپ کی وفات کے بہت عرصہ بعد میرے جد امجد حضرت بابوجی نے شروع کروایا جو یقیناً ایک فعل مستحسن ہے' مگر اسے فرائض و واجبات شرعیہ کا مقام دینا دین میں تصرف کے مترادف ہے۔ بہر حال صرف [illegible] پر درود و سلام پڑھ کر اظہارِ محبت کرنا بجا' نہ ہونے کی صورت میں اذان کے ساتھ نہ پڑھنا یا صرف دیوبندیوں کو چڑانے کے لئے پڑھنا بھی آج امت میں رخنہ اور فساد پیدا کرنے کے برابر ہے۔

راہِ حق
خطیبِ پاکستان الحاج مولانا محمد شفیع اکاڑوی
مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

می بینمت عیاں ودعا می فرستمت — میں آپکو ظاہر آدیکھتا اور دعا کرتا ہوں۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص۴۵۹)

لیجئے نواب صاحب نے تو شرکوں کے انبار لگا دیے. فرمارہے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو، کیوں صاحب! ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

بہرصورت ہر طرح یہ ثابت ہوگیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بیشمار مسلمانوں اور بزرگوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ورنہ

ان کو چاہیئے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کرینگے تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہوگی جسطرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا

راہِ حق
خطیبِ پاکستان الحاج مولانا محمد شفیع اکاڑوی
مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

ان کو چاہیئے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کریں جو منقول
ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کرینگے تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہوگی جسطرح
ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے اسی طرح ہر وہ درود جو
شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے کیونکہ کُلُوا وَاشْرَبُوا میں کھانا اور پینا

مطلق ہے۔ اور صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔
لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں
وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس درود شریف سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اسکی تائید ملتی ہے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رضی اللہ عنہ (جنکے متعلق ملا علی قاری اور علامہ
زرقانی فرماتے ہیں وثقہ جماعۃ واحتج بہ اصحاب الکتب الستہ) فرماتے ہیں

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَكْتُ يَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّهٗ مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اَلْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَقُوْلُهَا سَبْعِيْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ وَلَمْ تَسْقُطْ لَهٗ حَاجَةٌ۔ (شرح شفا للقاری ص ۱۵۱/۲
زرقانی علی المواہب ص ۳۰/۸)

میں نے بعض ائمہ حدیث سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔